سوال

(306)اپنی بیوی کا دودھ پینا حرام ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی شخص کو اپنی بیوی کا دودھ پینا شرعا حرام ہے۔ یا حلال بینوا توجروا عندا لجلیل زید کہتا ہے کہ اپنی بیوی کا دودھ پینا جائز ہے۔ اور دودھ پینے سے بیوی حرام نہیں ہوتی کیونکہ دودھ مطلقا حرام نہیں۔ اگر بڑے آدمی کو دودھ حرام ہوتا تو رسول اللہ ﷺ مولیٰ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہرگز بعد بلوغ کے دودھ پینے کی رخصت نہ دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے ہوکر دودھ پینے سے رضعیہ نہیں ہوتی۔ دودھ پینے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

عن عروة ابی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یدخل علیھن بذالک المرضعه احد من الناس یرید رضاعة الکبیر (نسائی)

اس سے حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑا ہوکر دودھ پی سکتا ہے۔

وعن ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحرم من الرضعه الاما فتق ال معائر کان قبل الفطام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسئلہ ھذا کے دوحصے ہوتے ہیں۔ ایک تو بڑی عمر والے پر یشر زن حرام ہے یا حلال؟ دوسرا حصہ یہ ہے کہ پینے سے وودھ دینے والی عورت اور اس کی اولاد اس پر حرام ہیں یا نہیں؟ جوحدیث سوال میں نقل کی گئی ہے۔ اس س شیر زن کی حلت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس حدیث رضاع بالغ بھی ایک گروہ کے نزدیک ثابت ہوتا ہے۔ جس گروہ کی سر کردہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ گو جمہور علماء اس کے مخالف ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمة اللہ علیہ نے زاد المعاد وغیرہ میں اا س مسئلہ پر طویل بحث کی ہے۔ الخ (اہلحدیث امرتسر ص 257اپریل 1924ء)

شرفیہ

زید کا قول باطل ہے صحیح قول جمہور علماء اسلام کا ہے۔ تو جیسا یہ کہ راجح قول نسخ کا ہے قرائن نسخ پائے جاتے ہیں۔ کہ واقعہ سہلہ بنت سہیل اوائل ہجرت کا ہے یہ بھی صحیح ہے کہ نسخ کی نص نہیں۔ مگر ادلہ قویہ صحیحہ کثیرہ مفصلہ ہیں اور واقعہ سہلہ مجمل لہذا کثیرہ راجح وقاضی ہیں بالعکس نہیں ہوسکتا دوم یہ کہ واقعہ سہلہ مخصوصہ ہے۔ اوران دو کا مال ایک ہی ہے۔ کہ

اب واقعہ سہلہ پر عمل جائز نہیں پس ثابت ہوا کہ کبیرہ کو شر زن جائز نہیں حرام ہے۔ اور آیت

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ (پ 2 ع 14) رضاع کی حد ہے۔ اور حدود کی بنا پر عدم تجاوز پر ہے۔ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ (پ 2 ع 13)ثابت ہوا کہ تجاوز حد ظلم ہے اور ظلم حرام ہے۔ اگر تجاوز حدود جائز ہو تو پھر حدود کا فائدہ ہی کیا کچھ بھی نہیں۔ معاذ اللہ کلام الٰہی اس سے پاک ہے اور یہ قول کے جیسے قول صدیقہ حجت نہیں۔ ایسے ہی قول اذواج النبی ﷺ بھی حجت نہیں ہے۔ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سوا مگر ازواج النبی ﷺ کے دلائل مقضہ قویہ صحیحہ کثیرہ حجت ہیں۔ نہ کہ محض قول اور قول صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کلام اللہ میں اختلاف لازم آتا ہے۔ جو جائز نہیں۔ اور قول ازواج دیگر پر ترجیح یا تطبیق ہے۔ جو جائز و صحیح ہے۔ شیخ الاسلام نے تخصیص کو پسند کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس سے حرمت کے قائل نہیں صرف پردہ کےلئے کافی جانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بلا دلیل ہے جب تخصیص تسلیم کی گئی تو پھر حرمت میں کیا قباحت کچھ بھی نہیں بہر حال اب واقعہ سہلہ پر عمل نہیں۔ اور شر زن مرد کبیر کو جائز نہیں حرام ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 311

محدث فتویٰ